Quarterly

Marifat-e-Islam

(Research Journal)
Volume 2, Issue 7

Title:

پردہ وحجاب کی ضرورت واہمیت کا تحقیقی مطالعہ

Author(s):

تہمینہ عبدالغنی

Tehmina Abdulghani

Published on:
Apr – Jun 2020

Publisher:

ون نیس مسلمز

onenessmuslims@gmail.com

Marifat-e-Islam

Tehmina
Abdulghani

پردہ و حجاب کی ضرورت واہمیت کا تحقیقی مطالعہ

تہمینہ عبد الغنی
Tehmina Abdulghani

ABSTRACT

Islam is complete code of life which covers also aspects of Human life. In these modern times we need to teach about Islamic values of hijab, which is most important topic our new generation. Hijab is an Arabic word meaning barrier or partition. In Islam, however, it has a broader meaning. It is the principle of modesty and includes behaviors as well as dress for both males and females. The Quran gives these general rules, which may help in understanding, how to interpret dress and other rules in modern times. As Islam reached other land, regional, practices, including the covering of the faces of women, were adopted by the early Muslims. Yet it was only in the second Islam century that the face veil became common, first used among the powerful and rich as status symbol.

Key Words: Hijab, Islam about Hijab, Partition

اسلامی دین فطرت ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام ایک باوقار زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ جس کے لیے تعزیری قوانین نافذ کئے گئے ہیں۔ تاکہ عزت نفس مجروح کرنے والوں کا محاسبہ ہوتا رہے۔ انہی احکامات و قوانین میں ایک حکم پردہ کا ہے۔ جو کہ اسلام نے فرض کیا۔ پردہ ایک شرعی حکم ہے۔ اور دینی ہدایت ہے جس کا ثبوت کتاب و سنت میں واضح موجود ہے۔ اسلام نے پردہ کے احکامات کے ذریعے عفت عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیا ہے۔ عورت کے لیے پردے کا شرعی حکم اسلامی شریعت کا امتیاز اور قابل فخر دینی روایت ہے۔ اسلام نے عورت کو پردے کا حکم دے کر عزت و تکریم کے اعلیٰ ترین مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ پردے کا حکم معاشرہ کو متوازن کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

پردہ کا معنی و مفہوم

حجاب عربی زبان کا لفظ حجب سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے کہ کسی کو کسی شے تک رسائی حاصل کرنے سے روکنا اور حجاب سے مراد ہر وہ شے ہے جو آپ کا مقصد چھپا دے۔ یعنی آپ ایک شے کو دیکھنا چاہیں مگر وہ شے کسی آڑ یا پردے میں ہو تو اس آڑ یا پردے کو حجاب کہتے ہیں۔ مولانا وحید قاسمی ''القاموس الجدید'' میں حجاب کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

"حجاب، مانع، حاجز، ستار، حیا"[1]

وارث سرہندی پردہ کے معنی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"ستار، حجاب، اوٹ، آڑ، اوجھل، دروازے کی چک، چلمن دروازے کے سامنے چھوٹی سی دیوار جو بنائی جاتی ہے، گھونگھٹ،، نقاب برقع، چھپ کر، چوری سے، عورت کا چھپ کر رہنا، غیر مرد کے سامنے نہ ہونا۔"[2]

لغت میں پردہ اور حجاب کے لیے درج ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

"ستا، سعب، برقع،، نقاب، حاجز، شائستہ، غطاء، سترہ، ضباب من الشئ۔"[3]

حجاب کا مفہوم قرآن پاک میں کئی مقامات پر مذکور ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ"[4]

"یہاں تک کہ جب وہ گھوڑے نگاہ سے اوجھل ہو گئے۔"

عورتوں کے لیے حجاب سے مراد وہ یہ ہے کہ وہ اس طرح پردہ کریں کہ مرد انہیں دیکھ نہ سکیں۔[5] یہی وجہ ہے کہ لغت عرب میں پردہ کے لیے عموماً حجاب ہی بولا جاتا ہے۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ حجاب کا لغوی معنی دو چیزوں کے درمیان ایسی حائل ہونیوالی چیز کہ جس کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں۔

مصطلحاتِ اسلامیہ میں شرعی حکم کے طور پر حجاب اس وقت معروف ہوا جب اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم میں آیت نازل فرمائی، ارشاد فرمایا:

"وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ"[6]

1: قاسمی، وحید الزماں، مولانا، القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۲۹۶

2: وارث سرہندی، علمی اُردو لغت، علمی کتب خانہ، لاہور، س ن، ص ۳۵۱

3: قاسمی، وحید الزماں، مولانا، القاموس الجدید، ص ۱۵۸

4: ص ۳۸:۳۲

5: عطار، محمد الیاس، مولانا، صحابیات اور پردہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، س ن، ص ۶

6: الاحزاب ۳۳:۵۳

"نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف دو۔"

تفسیر القرآن میں مولانا عبد الرحمٰن نے حجاب کے معانی کے پیش نظر فرماتے ہیں:

"حجاب کے معنی کسی کپڑا یا کسی دوسری چیز سے دو چیزوں کے درمیان ایسے روک دیتا ہے جس سے دونوں چیزیں ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں۔"(1)

اسی طرح "المنجد" میں حجاب کے معنی یوں بیان کئے گئے ہیں:

"حجاً، وحجۃ، چھپانا، اندر رے آنے سے روکنا، حجب بیٹھنا، حائل ہونا، المحجاب، پردہ اور ہر وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔"(2)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حجاب اس پردے کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو چھپا دے، کسی شے پر مطلع نہ ہونے دے بلکہ ہر بری نظر اور آلائش سے پاک رکھے۔ ہر مضموم نگاہ کے آگے دربان بن کر کھڑا ہو جائے، اس کے اثرات اس شخصیت پر نہ پڑنے دے جو پردہ پوش ہے اور درمیان میں ایسا حائل ہو جائے کہ ہر روحانی مریض کی فکری، قولی اور فعلی تمام شر انگیزیوں سے پردے والی خاتون کو محفوظ و مامون کر دے مزید ازاں اس کے لئے محافظ کا کردار ادا کرے۔(3)

پردے کا ابتدائی حکم

۴ ہجری میں ذی القعدہ کے مہینہ میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کی کاشانہ نبوت میں رخصتی کے دن مسلمان عورتوں کے لیے پردے کا حکم نازل ہوا۔ بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہ حکم ۵ ہجری کو نازل ہوا۔ قولِ اول راجح ہے اور اس کی تصدیق علامہ شامی نے بھی کی ہے۔ ان دو اقوال کی رو سے پردے کا حکم غزوۂ بنی مصطلق ۵ یا ٦ ہجری اور غزوۂ احزاب ۵ ہجری میں نازل ہوا۔(4)

1: کیلانی، عبد الرحمٰن، مولانا، تفسیر القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور ۱۴۳۲ھ، ج۳، ص ٦١٦

2: لوئیس معلوف، المنجد، (مترجم: عبد الحفیظ بلیاوی)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۱

3: میر محمدی، صہیب احمد، عورت کا زیور۔ پردہ، دار السلام، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۲۷

4: ٹھٹھوی، محمد ہاشم، مولانا، سیرت سید الانبیاء، (مترجم: مفتی محمد علیم الدین)، مکتبۃ العصر، سرائے عالمگیر، ۲۰۰۳ء، ص ۳۵۱

پردہ، قرآن کی روشنی میں

قرآن پاک میں پردہ کے احکامات جو نازل ہوئیں ہیں۔ ان کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ سورۃ الاحزاب اور سورۃ النور میں مذکور ہیں:

(الف) ایک وہ احکام ہیں جن میں خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کو مخاطب کر کے یا ان سے متعلق عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے دیئے گئے ہیں لیکن مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ احکام صرف امہات المؤمنینؓ ہی کے لیے ہی خاص نہیں ہے بلکہ ان کا حکم امت کی تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام ہے۔ خطاب میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کو خاص طور پر پیش نظر رکھنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شروع شروع میں معاشرتی اصطلاح کا یہ مشکل قدم حضور اکرم ﷺ کے گھروں ہی سے اٹھایا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ زاواج مطہراتؓ تمام امت کی خواتین کے لیے نمونہ ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر ان ہدایات وا حکام کی ذمہ داری قوت اور شدت کے ساتھ عائد ہوئی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا"(1)

"اے نبی کی بیویوں! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم لہجے سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے۔ بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔"

اسی طرح مزید ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا"(2)

"اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ اپنے نبی اہل بیت سے گندگی کو دور کرے اور تمھیں پوری طرح پاک کر دے۔"

پھر مردوں کو بتایا کہ اگر ان کو نبی کریم ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر جانا پڑے تو ان کو کن آداب کا لحاظ رکھنا

1: الاحزاب ۳۳:۳۲

2: ایضاً ۳۳:۳۳

ضروری ہے اور اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا"[1]

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو نہ کھانے کا وقت تاکتے رہو، ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھالو تو منتشر ہو جاؤ۔ باتیں کرنے میں نہ لگے رہو۔ تمہاری یہ حرکتیں نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف دیتی ہیں۔ مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا، نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے، تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف دو۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرو یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔"

اسی طرح نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے گھر اور زواج مطہراتؓ سے متعلق مزید احکامات سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۴ اور ۵۵ میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔

(ب) دوسرے وہ احکام ہیں جن میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت کے ساتھ دوسری عام خواتین بھی شامل ہیں اور جن میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ کسی مسلمان عورت کو جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر قدم نکالنے کی حاجت پیش آجائے تو اس حالت میں اس کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا"[2]

1: الاحزاب ۳۳:۵۳

2: ایضاً ۳۳:۵۹

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنے اوپر چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ غفور ور حیم ہے۔"

(ج) تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دے گئے ہیں۔ اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی حالت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ"[1]

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھر میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج دو تو یہ طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ امید ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔"

عام مسلمانوں کو پردے کے متعلق اسی طرز کی تعلیم و تربیت کے مزید احکامات سورۃ النور کی آیات ۲۱، ۵۸، ۶۰، ۶۱ میں مذکور ہیں۔

پردہ، احادیث کی روشنی میں

قرآن پاک میں پردہ کے بارے میں احکامات وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ان احکامات کی مزید وضاحت نبی کریم ﷺ کے بیانات سے ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے بہت سے مواقع پر پردہ و حجاب کے بارے میں ارشادات فرمائے۔ پردے کے نزول کے بارے میں حضرت انسؓ کی روایت ہے:

"عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قُلْتُ: «يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ البَرُّ وَالفَاجِرُ، فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ بِالحِجَابِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الحِجَابِ»"[2]

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے

1: النور ۲۴:۲۷

2: بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء، کتاب التفسیر، باب قولہ: (لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ)، رقم الحدیث ۴۷۹۰

پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ ﷺ ازواج مطہرات ؓ کو پردہ کا حکم دے دیں۔ اس کے بعد اللہ نے پردہ کا حکم اتارا۔"

پردے کا حکم چونکہ قرآن و سنت میں منصوص ہے اس لیے تانک جھانک کرنا بھی اسی نوعیت کے مسائل میں سے ہونے کی وجہ سے منع ہو گیا تاہم تانک جھانک کرنے والے کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ"[1]

"جس نے اجازت کے بغیر لوگوں کے گھر میں تانک جھانک کی انہیں اجازت ہے کہ وہ اُس (تانک جھانک والے) کی آنکھ پھوڑ دیں۔"

اور خواتین کو ان کے لباس کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: «يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا» وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ"[2]

"اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئیں وہ باریک کپڑے پہنے ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں کہ اس کی کوئی چیز نظر آئے۔ سوائے اس کے اور اس کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ کیا۔"

اسی سے متعلق عورت کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"المرْأَةُ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ"[3]

"عورت (سراپا) پردہ ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔"

1: قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء، کتاب الآداب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، رقم الحدیث ۲۱۵۸

2: ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء، کتاب اللباس، باب فیما یبدی المرأۃ من زینتہا، رقم الحدیث ۴۱۰۴

3: ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء، ابواب الرضاع، باب، رقم الحدیث ۱۱۷۳

پردہ کی فطرتاً ضرورت

بے شک تمام نفوس و قلوب کا موزوں و متناسب اور حسین و جمیل اشیاء کی طرف میلان ایک طبعی امر ہے، جو نظام عالم کے خاص اسرار میں سے ہے مگر ہر من بھائی چیز کی محبت ہمیشہ مفید نہیں ہوتی۔ بہت سی چیزیں جو طبعاً مرغوب و پسندیدہ ہوتی ہیں، عقل و دانش اور دین و دیانت ان کے مضر اور مہلک ہونے کی شہادت دیتی ہے اور ان کا ترک کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس لیے مرد اور عورت کا آپس میں میلان ایک طبعی امر ہے کہ جس پر انسانی معاشرت کے مصالح مبنی ہیں۔ لیکن یہ حد جواز کے کے اندر ہی متعین ہے۔ مرد و عورت کا امتیاز نہ رہے تو یہی میلان مضر اور خطرناک بن جاتا ہے۔ جس کے اسباب و داعی کی روک تھام واجب ہو جاتی ہے۔

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مرد اور عورتیں بالکل ایک دوسرے سے جدا رہیں اور ایک دوسرے کے سامنے نہ ہونے پائیں کیونکہ اس سے دنیا کا نظام متاثر ہو گا اور اگر آزادانہ و غیر مشروط اختلاط ہو تو ایسے وصف کے مرد و عورت بھی بہت ہی کم ملتے ہیں جو ایک دوسرے کو دیکھیں اور کشش جو قدرت نے تمدنی و معاشرتی مصالح کی بناء پر ان کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ اپنا اثر نہ دکھائے اس لیے ضرورت ہوئی کہ مردوں اور عورتوں کے اختلاط و مصاحبت اور ملاقات مکالمت کے متعلق خاص قانون وضع کیا جائے۔ جس کی بدولت ان شر و مفاسد کا اندیشہ نہ رہے۔ جو مردوں اور عورتوں کے آزادانہ میل جول میں متنضات طبع کے بے قید اور بے روک ٹوک ہو جانے کے باعث ممکن بلکہ یقینی ہیں۔ اسی شرعی قانون کے ماتحت ستر اور پردہ کا حکم ہوا ہے۔[1]

پردہ کی ضرورت و اہمیت

کسی چیز کی اہمیت اور ضرورت کو جاننے کا ایک طریقہ اس کے متضاد روایت کو جاننا ہے۔ اس طرح معاشرے میں پردہ کی روایت کا اندازہ اس کی متضاد روایت سے بے پردگی کو جاننے سے ہو گا۔ دین اسلام جو ایک مکمل کوڈ آف لائف ہے۔ اس میں خواتین کے حقوق کی پاسداری اور انکے نفس کی عزت کو محفوظ رکھنے کے لیے پردہ کے احکامات نازل فرمائے ہیں۔ اور بے پردگی کی قباحتوں کی نشاندہی کی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا“[2]

1: چشتی، محمد صالح، مولانا، پردہ، مکتبہ مہریہ رضویہ، سیالکوٹ، س ن، ص ۲۶

2: الاحزاب ۳۳:۵۹

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنے اوپر چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔"

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں جو وضاحت بیان کی ہے اس کا لب لباب پیر کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"مدینہ طیبہ میں یہود و مشرکین کی کافی تعداد تھی جن کے اوباش نوجوان شرم و حیاء کی قدروں سے ناواقف تھے۔ اور فسق و فجور کے دلدادہ تھے۔ ان کی دوسری کمینہ حرکات کے علاوہ ایک رزیل عادت یہ بھی تھی کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے کسی ضروری کام کے لیے نکلتیں تو وہ ان کا دور تک تعاقب کرتے۔ خصوصاً شام کے دھندلے میں جب مستورات قضائے حاجت کے لیے باہر جاتیں تو راستوں پر نشیبی جگہوں پر درختوں کی اوٹ میں کھڑے ہو جاتے اور جب کوئی عورت ادھر آ نکلتی تو اس کو پھانسنے کی کوشش کرتے۔ یہ ان کا عام دستور تھا، اس کو زیادہ معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ان کے بڑے بوڑھے بھی ایسی حرکتوں کو جوانی کی خرمستیاں کہہ کر ٹال کر دیا کرتے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے یثرب کی سر زمین کو اپنے قدوم محبت بزوم سے مشرف کیا اور مسلمان خواتین کو بھی ضروری کاموں کے لیے گھر سے نکلنا پڑتا تو اوباش یہی رزیل حرکات کرتے۔ اگر انہیں ٹوکا جاتا تو وہ کہتے ہم پہچان نہیں سکے کہ یہ مسلم خاتون ہے ورنہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم ایسا کرتے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنی اس تکلیف کا تذکرہ بارگاہ رسالت میں کیا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔"[1]

اسلام دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہے اس ضابطہ حیات میں ہر مرد وزن کی حفاظت و تکریم کے لیے ایسے قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہونے میں کوئی دقت پیش آتی ہے نہ فطرت سلیم انہیں قبول کرنے میں گرانی محسوس کرتی ہے۔ اسلام ایک باوقار زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ جس کے تحفظ کے لیے تعزیز قوانین نافذ کئے گئے تا کہ عزت النفس مجروح کرنے والوں کا محاسبہ ہوتا رہے۔ عورت کے لیے پردے کا شرعی حکم اسلامی شریعت کا طرہ امتیاز اور قابل فخر دینی روایت ہے اسلام نے عورت کو پردے کا حکم دے کر عزت و تکریم کے اعلیٰ ترین مقام پر لا کھڑا کیا۔ پردہ کا شرعی حکم معاشرے کو متوازن کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مرد کی تمام تر جنسی کمزوریوں کا مکمل علاج ہے۔ اس لئے دختران اسلام کو پردہ کے سلسلے میں معذرت خواہانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے فخریہ انداز میں اس حکم کو عام کرنا چاہیئے تا کہ پوری دنیا کی خواتین اس کی

1: ازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ج ۴، ص ۹۴

برکات سے مستفید ہو سکیں۔(1)

عورت کے لیے پردہ کی حکمت

عورت کو بہت سی ایسی چیزوں سے بچاؤ اور محفوظ رکھنا ضروری ہے جن سے مردوں کو بچانا ضروری نہیں ہے اس لئے صرف عورت کو پردہ کا حکم دیا گیا اور اظہار زینت و بے پردگی سے روکا گیا ہے۔ چنانچہ عورتوں کے لیے لباس کے ذریعہ پردہ پوشی کا اہتمام اور گھروں میں سکونت پذیر رہنا ضروری ہے جبکہ مردوں کے لیے یہ بات ضروری نہیں کیونکہ عورتوں کا بے پردہ ہونا فتنہ وفساد کا سبب ہے اور یہ ان کے نگران ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو اپنی نظریں نیچی رکھنے، شرمگاہ کی حفاظت کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا ہے اور خاص کر عورتوں کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ وپ پردہ پوشی کا خاص اہتمام کریں، شوہروں اور جن روشتہ داروں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ان کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ البتہ زیب و و آزائش کا جو حصہ خود بخود ظاہر ہو جیسے لباس وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں بشر طیکہ اس میں کوئی خرابی نہ ہو، کیونکہ ان کے اظہار کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں۔

بعدازاں اسے یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ گھر سے باہر جانے کی صورت میں اپنی چادر اوپر سے لٹکا کر گھونگھٹ نکالے، لیکن اگر وہ گھر ہی میں رہتی ہے تو گھونگھٹ کا حکم نہیں اور عورتوں پر پردہ اس لئے فرض کیا گیا کہ ان کے چہرے اور ہاتھ نہ دیکھے جا سکیں نیز پردہ آزاد عورتوں پر فرض ہے لونڈیوں پر نہیں۔ چنانچہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں بھی یہی معمول تھا کہ آزاد عورتیں پردہ کیا کرتیں تھیں اور لونڈیوں کے چہرے کھلے رہا کرتے تھے۔(2)

پردہ وحجاب کے درجات

پہلا درجہ

عورت خود کو گھر کی چاردیواری اور پردے کا اس طرح پابند بنالے کہ کسی غیر مرد کی نگاہ اس پر نہ پڑے یعنی کوئی غیر محرم اس کے جسم کو تو کیا اس کے لباس تک کو نہ دیکھ پائے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى "(3)

:1 عثیمین، محمد صالح، مولانا، پردہ، (مترجم: عبد الرشیف)، دار السلام، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۵

:2 ابن تیمیہ، احمد، مسائل ستر وحجاب، (مترجم: مقصود الحسن)، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۳۷

:3 الاحزاب ۳۳:۳۳

"اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔"

پہلے درجے کے پردے و حجاب پر عمل کرنے والی صحابیات کی سیرت طیبہ کا یہ روشن پہلو آج کے دور کی اسلامی بہنوں کے لیے عملی نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ انتہائی مشکل کام ہے اور صرف صحابیات کے ہی بس کا تھا۔ اب کسی کے لیے اس طرح کے پردے کا اہتمام کرنا ممکن نہیں تو جان لیں کہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ کیونکہ تاریخ میں ایسی روشن ضمیر و باپردہ صالحات کا تذکرہ بھی ملتا ہے جن کے دامن کے دھاگے پہ بھی غیر محرم کی نگاہ نہیں پڑی۔[1]

دوسرا درجہ

پردے کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری کے تحت گھر کی چار دیواری میں خود کو پابند نہ کر سکیں اور باہر نکلنا پڑے تو خوب پردے کا اہتمام کر کے نکلیں تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ پائے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا"[2]

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنے اوپر چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔"

تیسرا درجہ

پردے کا تیسرا درجہ جو کہ سب سے کم تر ہے وہ یہ ہے کہ عورت کم از کم اس قدر پردے کا اہتمام ضرور کرے کہ جس قدر رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے یعنی نماز پڑھتے وقت لازم ہے۔ مراد یہ ہے کہ نامحرم کے سامنے کم از کم ستر عورت کا خیال ضرور رکھے۔[3]

پردہ کن سے کرنا واجب ہے؟

عورت کا ہر اجنبی بالغ مرد سے پردہ کرنا واجب ہے۔ جو شخص بھی محرم نہ ہو وہ اجنبی شمار ہوتا ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو۔ تاہم محارم میں تین قسم کے افراد داخل ہیں۔

1: عطار، محمد الیاس، مولانا، صحابیات اور پردہ، ص ۱۶

2: الاحزاب ۵۹:۳۳

3: عطار، محمد الیاس، مولانا، صحابیات اور پردہ، ص ۲۳

(۱) حرمت نسب یعنی نسب کی بناء پر جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو۔

(۲) حرمت رضاعت یعنی دودھ کے رشتے کی بناء پر جن سے نکاح حرام ہو۔

(۳) حرمت مصاہرت یعنی سسرالی رشتے کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہو۔ مثلاً سسر کے لیے بہو یا ساس کے لیے داماد۔

پہلی قسم یعنی نسبی محارم کے سوا باقی دونوں طرح کے محارم سے پردہ واجب نہیں اور پردہ کرنا منع بھی نہیں۔ تاہم جب عورت جوان ہو اور فتنے کا خوف ہو تو پردہ ضرور کرے۔[1] قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے ان رشتوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“[2]

”(اے نبی) مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باب، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں۔ اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔“

پردہ کے فوائد

اسلام سربلند اور عزت افزا دین ہے۔ اللہ مالک الملک نے جہاں انسان کی روحانیت کو بھرپور اہمیت دی ہے وہاں اسلام اور روحانیت کے امتیازات بھی شمار کرائے ہیں تاکہ ہر مسلمان دین حنیف کے ہر چیز اور ہر اکائی پر مطمئن ہو کر عصر حاضر

1: عطار، محمد الیاس، مولانا، صحابیات اور پردہ، ص ۲۵

2: النور ۳۱:۲۴

کے مادی، معاشی، سیاسی، سماجی، اور تہذیبی رویوں کے مارے لوگوں کو خسارے کی دلدل سے نکال کر اطمینان والی زندگی اور صالح معاشرے میں لا بسائے۔ پردے کے متعدد فوائد ہیں جن میں سے چند فوائد حسب ذیل ہیں:

1. عورت کے لیے پردہ کرنا کسی مشکل یا مشقت کا معاملہ نہیں لکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی اطاعت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کا حکم آجانے کے بعد جو عورت پردہ نہیں کرے گی۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ گمراہی میں ہے۔ لیکن جو عورت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم سمجھ کر پردہ کرے گی تو اس کی یہ عادت عبادت بن جائے گی اور اطاعت لکھی جائے گی اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اس کا انعام اللہ خود دیتا ہے۔
2. پردہ جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے وہاں عورت کی عفت و پاک دامنی کی علامت و شعار بھی ہے۔ اسلام نے چادر و برقع، پوشی کے باوجود عورت کو آزاد گردانا ہے جبکہ مغرب کے فکر و فلسفے کے مارے لوگ ازراہ تمسخر اس برقع، کو کالی قبر اور خمیہ قرار دیتے ہیں۔ یہ بات ان کی ذہنی مفلسی، قنطائیت، رجعت اور بے غیرتی کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ جو غیرت و حمیت سے خالی ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولسول ﷺ کے احکام کو مذاق و طنز کا نشانہ بناتے ہیں۔ انہی کے گھرانوں کی لڑکیاں فلمی سٹوڈیو، تھیٹروں اور سرکسوں کی زینت بنتی ہیں۔ اور بے حیائی کے شغلوں کو ہوا دیتی ہیں۔[1]
3. پردہ اس چیز کی علامت ہے کہ یہ عورت پاک دامن، پاکیزہ، خیال و نگاہ والی ہے۔ کیونکہ ظاہر باطن پر دلیل ہوتا ہے اس لئے پردہ عفت و شرف پر دلیل اور شک و تہمت والی باتوں سے دور رہنے پر علامت ہے، اور ہر عفت و پاک دامنی عورت کا تاج ہوتا ہے۔ حیاء عورت کی نسوانیت و عظمت ہوتا ہے۔[2]
4. پردہ جہاں پاک دامنی کی علامت ہے وہاں یہ سراسر پاکیزگی اور طہارت بھی ہے۔ اور یہ دلوں کی طہارت و پاکیزگی کا بھی باعث اور دلیل ہے۔
5. پردہ سے چونکہ پاک دامنی، وقار، حیاء اور غیرت حاصل ہوتی ہے اور ان امور سے اجتناب ہوتا ہے جو وقار اور حیا کے منافی ہوں اس لئے پردہ اعلیٰ اخلاق، مکارم اخلاق کا مجموعہ ہے۔[3]

:1 میر محمدی، صہیب احمد، عورت کا زیور۔ پردہ، ص ۳۲

:2 شہباز، احسان الحق، اسلام عورت اور یورپ، دارالاندلس، لاہور، س ن، ص ۹۳

:3 ایضاً، ص ۹۳

6. اگرچہ زیب وزینت اور آرائش کے لیے عمدہ لباس پہننا بھی جائز ہے۔ لیکن لباس میں ایسی سادگی زیادہ پسندیدہ اور قابل ترجیح ہے جو انسان کے زہد و تقویٰ کا مظہر ہو اور ساتھ ہی ساتھ تقویٰ کے لباس کے بارے میں فرمایا کہ یہ وہ لباس ہے جسے پہن کر انسان تکبر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اور ایمان صالح کے تقاضے پورے کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ عورت اس وقت تک ایمان کے تقاضے پورے نہیں کر سکتی جب تک پردے کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔ اسی میں اس کا تقویٰ اور خشیت ہے۔ چنانچہ تقویٰ کے لباس سے مراد ایمانی تقاضے پور کرنے کا جذبہ اور دلی کیفیت ہے۔ اگر قلب میں ایمان ہو گا تو تقویٰ بھی ہو گا اور کوئی عورت بے پردہ باہر نہیں نکلے گی۔ جس خاتون کو اللہ کا خوف ہے وہ بے پردہ نہیں رہ سکتی۔ قرآن و سنت پر عمل کرنے والی خاتون اپنے حسن کے اخفاء کا اہتمام کرتی ہے۔ کیونکہ پردہ ہی عورت کو عزت اور وقار عطا کرتا ہے۔[1]

7. پردہ بیمار دلوں والے مردوں، عورتوں کے گندے خیالات، خیانت پسند آنکھوں کی خیانت سے بچاؤ کا باعث ہے اور عزت و حرمت کا دفاع کرنے والا ہے برے ارادے اور لوگوں کی شرارتوں سے حفاظت کرنے والا عمل ہے۔

8. پردہ شوخی اور رقی حرکات سے روکنے کے لیے بھی رکاوٹ ہے۔ یہ عورت کو بھی برا قدم اٹھانے سے باز رکھتا ہے اور مرد کے دل میں بھی عورت کا احترام پیدا کرتا ہے اور یہ غیرت کی حفاظت ہے۔[2]

بے پردگی کے نقصانات

عورت کا بے پردہ رہنے کے بڑے بڑے نقصانات مندرجہ ذیل ہیں۔

1. عورت جب اپنے چہرے کو بے پردہ رکھتی ہے تو اپنے آپ کو فتنے میں ڈالتی ہے کیونکہ اس ان چیزوں کا اہتمام والتزام کرنا پڑتا ہے جس سے اس کا چہرہ خوبصورت جاذب نظر اور دلکش دکھائی دے۔ اس طرح وہ دوسروں کے لیے فتنہ کا باعث بنتی ہے اور یہ شر و فساد کے بڑے اسباب میں سے ہے۔

2. اس عادت بد کی وجہ سے رفتہ رفتہ عورت سے شرم و حیاء ختم ہو جاتی ہے۔ جو ایمان کا جذبہ اور فطرت کا لازمی تقاضا ہے۔ شرم وحیا کا جاتے رہنا، نہ صرف یہ عورت کے لیے دین وایمان کی غارت گری ہے بلکہ اس فطرت کے خلاف بغاوت بھی ہے۔ جس پر اسے خالق کائنات نے پیدا کیا ہے۔

3. اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اور رسول اللہ ﷺ اپنے خطبات و ارشادات میں پردے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے جو

1: میر محمدی، صہیب احمد، عورت کا زیور۔ پردہ، ص ۳۲

2: شہباز، احسان الحق، اسلام عورت اور یورپ، ص ۹۵

عورت پردہ نہ کرے وہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتی ہے اور جو انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے وہ خود اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ تا۔ [1]

4. بے پردگی جہاں یہودیوں کا طریقہ اور شیطان کا شیوہ ہے وہاں ہی یہ کبیرہ اور مہلک گناہ بھی ہے کیونکہ یہ کبیرہ گناہوں کا ذریعہ اور سبب بنتا ہے۔ زنا اور فحاشی و عریانی کبیرہ گناہ ہیں۔ [2]

5. بے پردہ عورت سے مردوں کا فتنہ میں پڑنا طبع امر ہے۔ خصوصاً بلکہ وہ خوبصورت بھی ہو۔ نیز ملنساری خود گفتاری یا ہنسی مذاق کا مظاہرہ کرے۔ شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔ کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ باہمی مذاق کے نتیجہ میں کوئی مرد کسی عورت پر یا عورت مرد پر فریفتہ ہو گئی جس سے وہ خرابی بنی کہ اس سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہ بن آئی۔

6. چہرہ کی بے پردگی سے عورتوں اور مردوں کا اختلاط عمل میں آتا ہے جب عورت دیکھتی ہے کہ وہ بھی مردوں کی طرح چہرہ کھول کر بے پردہ گھوم پھر سکتی ہے تو آہستہ آہستہ اسے مردوں سے کھلم کھلا دھکم پیل کرنے میں بھی شرم وحیا محسوس نہیں ہوتی اور اس طرح کے میل جول میں بہت بڑا فتنہ اور وسیع فساد مضمر ہے۔ [3]

7. بے پردگی فحاشی و عریانی کا منبع اور الگ پیمانہ خصلت ہے۔ فطری طور پر اس کی طرف انسان کا میلان نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے پردہ اور میانت رکھی ہے اس لئے پردہ عورت کی فطرت کے عین مطابق ہے تاکہ اس کی عفت و عصمت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کی نسوانیت بھی باقی رہے۔ بے پردگی اتنی مہلک اور گھناؤ چیز ہے کہ اس کے نتیجہ میں اختلاط مرد وزن ہوتا ہے۔ اوراس کے نتائج بہت خطرناک ہیں۔ [4]

الغرض بے پردگی کی قباحتیں اور خبائیس اتنی زیادہ ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

مسئلہ حجاب کا دفاعی پہلو

مسئلہ حجاب کے دفاعی پہلو میں مانعین کے ان اعتراضات جو وہ پردہ کے بارے میں عام کرتے ہیں کے بارے میں بحث کی جائے گی اور ان دلائل کے ساتھ دفاع کیا جائے گا۔

1: عثیمین، محمد صالح، مولانا، پردہ، ص ۳۱

2: میر محمدی، صہیب احمد، عورت کا زیور۔ پردہ، ص ۱۴۳

3: عثیمین، محمد صالح، مولانا، پردہ، ص ۳۲

4: میر محمدی، صہیب احمد، عورت کا زیور۔ پردہ، ص ۱۵۱

حجاب نسواں کے مقابلے میں پردہ دری کے حامی و داعی اکثر و بیشتر حجاب کی چند مشہور اور زبان زد مفسر تین اقتصادی اور تمدنی حیثیت سے پیش کیا کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ حجاب کا پابند بنا کر عورتوں کو دوسروں سے روک دیا جانا ان کی طرف زیادہ میلان رغبت کی راہ کھول دینا، کیونکہ مجر یہ اصول ہے کہ جس سے انسان کو روک دیا جائے، اس کی اور حرص کرتا ہے۔ پس جس قدر انہیں چھپایا جائے گا اتنی ہی ان کی طرف رغبت اور بڑھتی جائیں گی اور ایسی حالت میں ان فتنوں کا زیادہ خطرہ ہونا چاہیے، جو بے پردگی کی حالت میں ہو سکتے تھے۔ لیکن عورتیں بے نقاب ہو کر منظر عام پر آجائیں تو دیکھتے دیکھتے طبیعتیں سیر ہو جائیں گی اور جوش ورغبت کے جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔ (1)

حجاب شکن قوم کی طرف سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ پردے کے تفسیدات اور گھروں کی چار دیواری میں گھٹنے کے جیل نے عورتوں کی صحت خراب کر دی نہ انہیں تازہ ہوا میسر آئی ہے اور نہ وہ کہیں آزادی سے باہر آ جا سکتی ہیں۔ ان کی حالت ایک قفس زدہ طائر کی سی ہے جو گھر کے پنجرہ میں بند ہے۔ ان کی اس خراب صحت کا اثر اولاد اور نسل پر پڑتا ہے اور نتیجتاً کہا جا سکتا ہے کہ یہ حبسِ بے جا (پردہ) قومی ہلاکت کا سب سے بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے۔

گھر کی چار دیواری کی ان قیود کی حیثیت سے مرد اور عورت میں فرق کیا ہے اور اگر گھر میں رہنا ہی مضر صحت ہے تو مرد بھی اسی گھر میں مقیم ہے جس میں عورت ہے۔ یقیناً وہ گھر تنہا عورت کا قفس نہیں بلکہ مرد کا بھی ہے۔ بلا ضرورت جس طرح عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنا لغویت ہے مرد کے لیے بھی ہے اور ضرورت سے باہر جانا خواہ وہ دینی ضرورت ہو یا دینوی اگر مرد کے لیے سر راہ نہیں تو یقیناً عورت کے لیے بھی نہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ عورت چہرہ ڈھانپ کر نکلے گی اور مرد کے لیے منہ، مگر منہ ڈھانپ کر باہر نکلنا اور کسی غیر کو اپنے چہرہ سے آشنا نہ بنانا مضر صحت نہیں۔

بہر حال گھروں میں رہتے ہوئے مرد اور عورت کی زندگی یکساں ہے بلا ضرورت گھر سے باہر جانے میں اور بھی ضرورتاً گھر سے نکلنے میں بھی چاہیے ضرورتیں متضادات ہوں۔ رہا عورت کا بہ نسبت مرد کے گھر میں ٹھہرنا، تو یہ عورت کے لیے قید نہیں اور نہ ہی جبر ہے بلکہ یہ اختیاری ہے اور اگر وہ چاہے تو اپنی مرضی سے گھر سے نکل سکتی ہے اور اس کے لیے شرط یہی ہے کہ وہ اپنے آپ ڈھانپ کر نکلے اور اپنے آپ کو کمتر محسوس نہ کریں۔

بہر حال عورت کو گھر کی چار دیواری میں اس کے فطری مشاغل اسی طرح مقید رکھتے ہیں۔ جس طرح مرد کو اس کے فطری مشاغل اور حاطہ ہائے میں قید رکھتے ہیں۔ اگر وہاں صحت خراب و برباد نہیں ہو سکتی تو یہاں بھی نہیں ہو سکتی۔ (2)

1: محمد طیب، مولانا، شرعی پردہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، س ن، ص۷۸

2: ایضاً، ص۷۶

بے پردگی کے سد باب کے لیے اقدامات

آج کل ہر روز اخبارات و میڈیا پر عصمت فروشی کے واقعات کا تذکرہ سننے کو اور دیکھنے کو ملتا ہے اور اس طرح کے واقعات کی تحقیقات نہیں کی جاتی۔ صرف کہیں مجرم پکڑلیا جاتا ہے اور کہیں کیس بند کر دیا جاتا ہے۔ اگر اس طرح کے واقعات ہونے کی وجہ کو جان لیں تو اس برائی کو جڑ سے ختم کیا جا سکتا ہے اور دوبارہ رونما ہونے کی نوبت نہیں آسکتی۔ اس طرح کے واقعات کی وجہ صرف اور صرف بے پردگی اور بے حیائی ہے جس کا سد باب نہایت ضروری ہے۔

آج مغربی استعمار کی آزادی، آزاد خیالی، مادہ پرستی، عریانی و فحاشی کے طوفان پر نت نئے الیکٹرانک میڈیا کی سحر انگیزی اور دل فریبی کی یلغار نے اسلامی ورثہ کو بہت متاثر کیا ہے۔ ہر طرف عورت ماڈرن لباس پہنے نظر آتی ہے۔ آج ہر طرف عورت مغربی لباس پہن کر اتراتی نظر آتی ہے اور حجاب لینا تو دور کی بات وہ دوپٹہ بھی لینا پسند نہیں کرتی وہ ایسے ناگوار سمجھتی ہے۔ بے پردگی کے سیلاب پر روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ والدین اپنے لڑکوں کو غیر محرم عورتوں پر نظر ڈالنے سے روکیں۔ اور لڑکیوں کو نامحرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دے۔ کیونکہ فطری طور پر عورتوں میں مردوں کے لیے اور مردوں میں عورتوں کے لیے رغبت رکھی گئی ہے۔ جب وہ پردہ عورت کو دیکھتا ہے تو رغبت کو پورا کرنے کے لیے اس کی طرف لپکتا ہے۔

والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو سختی سے پردہ کا پابند بنائیں۔ انہیں خولگ کر کر باہر نکلنے، لوچ دار، شیریں آواز سے بات کرنے، پاؤں کی جھنکار سے روکیں۔ شرعی حجاب کی خوبیاں اور فوائد ان کے سامنے بیان کریں۔ اور انہیں تعلیم دے کہ پردہ ان کے لیے کتنا ضروری ہے۔ دور جدید میں بے پردگی کے سیلاب پر قابو پانا ممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ الیکٹرانک میڈیا نے نسل نو کا ذہنی رجحان یکسر بدل دیا ہے۔ انہیں یہ سکھا دیا ہے کہ پردہ اس دور دورِ جدید میں ناممکن نہیں اور نہ ہی عورتوں پر سختی ہے بلکہ یہ ان کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

بے پردگی کے سد باب میں گھر کے علاوہ معاشرے کا ماحول بھی بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر معاشرے میں ہر طرف بے حیائی کا رواج ہو گا تو ایسے ماحول میں پردہ کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم معاشرے کی اصلاح کے لیے لوگوں کو اسلامی شعائر کی طرف دعوت دیں اور انہیں پردہ کی اہمیت سے آگاہ کریں۔ جس سے وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرے۔

بے پردگی کے سدِ باب میں تعلیم کا کردار بہت اہم ہے۔ کیونکہ تعلیم کا مقصد انسانی ذہنی نشو و نما کرنا ہے۔ اس سے انسان میں اچھے اور برے کی تمیز آتی ہے اور تعلیم سے ہی انسان معاشرے میں ترقی کرتا ہے۔ لیکن اگر تعلیمی ماحول میں

خرابی ہو تو اس سے فائدہ کی بجائے نقصان کا خدشہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں میں ایک نشست اسلامی اقدار اور اصلاح نفس کے لیے مقرر کی جائیں۔

بے پردگی کے سدِ باب کے لیے ضروری ہے کہ مغربی تہذیب کو ردّ کر دیا جائے اور اسلامی طرز زندگی کو فروغ دیا جائے۔ اس کے ساتھ تعلیمی اداروں میں بھی اسلامی طرز کو اپنایا جائے۔

بے پردگی کے سدِ باب میں الیکٹرانک میڈیا بہت اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اگر اس کے ذریعے حجاب اور پردہ کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں پر جلد اثر ہو گا کیونکہ جدید دور میں الیکٹرانک میڈیا کی تعلیم کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

اگر آج ہم نے اسلامی اقدا سے منہ موڑ لیا اور اسے چھوڑ دیا تو اللہ ہمیں عزت و ترقی عطا فرمانے کی بجائے ذلت و پستی کی طرف دھکیل دے گا۔ اور اگر اسلامی اقدار سے پیار کیا اور انہیں اپنایا تو اللہ ہمیں ایسی عزت و تکریم اور بلندی عطا کرے گا جو کسی نے تصور بھی نہیں کی ہو گی۔

خلاصہ بحث

پردے کا معنی ہے اوٹ میں چھپا ہوا، محققین نے اس کے مقصد و معنی بیان کئے ہیں جن کا مفہوم یہی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ پردہ کسی بھی چیز کو دیکھنے میں ایک رکاوٹ یا دیوار کا کام کرتا ہے۔ پردہ عورت پر ہر حال میں فرض ہے اور اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ عورت کا مطلب ہی پردہ اور چھپی ہوئی چیز کے ہیں۔ قرآن و حدث میں متعدد مقامات پر پردہ کے بارے احکامات نازل ہوئے ہیں۔ جس سے پردہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ عورت کے لیے پردہ سراسر عزت ہے اور اس میں اس کی توہین نہیں اور نہ ہی یہ اس کے لیے بوجھ ہے۔ جس طرح غیر محرم عورت کو دیکھنا مردوں پر حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں پر بھی غیر محرم مرد کو دیکھنا حرام ہے۔ دل کا پردہ کہنے والا شخص باطنی لحاظ سے بالکل لغو اور جاہل ہوتا ہے اس لئے بے پردگی کے لیے دلیلیں گھڑتا ہے۔

کتابیات

1. القرآن الکریم
2. ابن تیمیہ، احمد، مسائل ستر وحجاب، (مترجم: مقصود الحسن)، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۴ء
3. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء
4. ازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء
5. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء
6. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء
7. ٹھٹھوی، محمد ہاشم، مولانا، سیرت سید الانبیاء، (مترجم: مفتی محمد علیم الدین)، مکتبۃ العصر، سرائے عالمگیر، ۲۰۰۳ء
8. چشتی، محمد صالح، مولانا، پردہ، مکتبہ مہریہ رضویہ، سیالکوٹ، س ن
9. شہباز، احسان الحق، اسلام عورت اور یورپ، دار الاندلس، لاہور، س ن
10. عثیمین، محمد صالح، مولانا، پردہ، (مترجم: عبد الرشیف)، دار السلام، لاہور، ۱۹۹۹ء
11. عطار، محمد الیاس، مولانا، صحابیات اور پردہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، س ن
12. قاسمی، وحید الزماں، مولانا، القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۹۱ء
13. قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودیۃ، ۲۰۰۴ء
14. کیلانی، عبد الرحمٰن، مولانا، تفسیر القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور ۱۴۳۲ھ
15. لوئیس معلوف، المنجد، (مترجم: عبد الحفیظ بلیاوی)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۹ء
16. محمد طیب، مولانا، شرعی پردہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، س ن
17. میر محمدی، صہیب احمد، عورت کا زیور۔ پردہ، دار السلام، لاہور، ۱۹۹۴ء
18. وارث سرہندی، علمی اُردو لغت، علمی کتب خانہ، لاہور، س ن